۱۔ المغرب فی حلی المغرب ۲۔ المرقصات والمطربات[۱]

ابن شاکر نے صرف چار کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ المغرب فی اخبار المغرب ۲۔ المشرق فی اخبار المشرق ۳۔ المرقص والمطرب ۴۔ ملوک الشعر[۲]

ابراہیم الابیاری نے "اختصار القدح المعلی فی التاریخ المحلی" کے مقدمہ میں ابن سعید کی چوبیس کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ تفریح الظلام و ترصیع العالم بالاعلام (ذکرہ ابن رشید فی رحلتہ ورقہ ۱۰۱)
۲۔ الحلۃ السیراء فی طبقات الشعراء (ذکرہ ابن رشید فی رحلتہ ورقۃ ۱۰۱)
۳۔ حیا المحلی وجنی النحلی (القلقشندی فی صبح الاعشی ۲: ۳۹۳-۱۴، ۱۹۱)
۴۔ النحو والموردۃ فی محاسن الاوزان المولدۃ (ابن رشید فی رحلتہ ورقۃ ۱۰۱)
۵۔ رایات المبرزین و غایات الممیزین (طبعۃ موریہ بتحقیق الدکتور جرشیا جومث)
۶۔ رقم الحلل فی معرفۃ الملل والدول (ذکرہ ابن رشید فی رحلتہ ورقہ ۱۰۱)
۷۔ السعر العذاب فی طبقات الخطباء والکتاب (ذکرہ ابن رشید فی رحلتہ ورقۃ ۱۰۱)
۸۔ الشجرۃ العشرۃ بالاعلام المشتہرۃ (ذکرہ ابن رشید فی رحلتہ ورقہ ۱۰۱)
۹۔ الطالع السعید فی تاریخ بنی سعید (ذکرہ ابن الخطیب فی الاحاطۃ ج ۱ ص ۲۲۲) المقری فی النفح ج ۱ ص ۱۷۸، ج ۳ ص ۳۸۔ والسیوطی فی حسن المحاضرۃ والسخاوی فی الاعلان بالتوبیخ ص ۱۲۸)
۱۰۔ عدۃ المتنجز وعقلۃ المستوفز (ذکرہ المقری فی النفح ج ۳ ص ۱۳)
۱۱۔ عنوان المرقصات والمطربات (طبع الجزائر ۱۹۴۹ء)
۱۲۔ الغصون الیانعۃ فی محاسن شعراء المائۃ السابعۃ (طبع دار المعارف قاہرہ)
۱۳۔ کنوز المطالب فی آل ابی طالب (ذکرہ ابن تغری بردی فی المنہل الصافی ج ۲ ص ۴۵۳)
۱۴۔ لذۃ الاحلام فی تاریخ امم الاعجام (ذکرہ حاجی خلیفہ فی کشف الظنون رقم ۲۷۵۲)
۱۵۔ المشرق فی حلی المشرق (مخطوطہ برقم ۸۲-۲۵۔ دار الکتب المصریہ)
۱۶۔ مصابیح الظلام فی تاریخ ملت الاسلام (ہو الجزء الثانی من کتاب القدح)
۱۷۔ المغرب من تاریخ سیرۃ اہل المغرب (ذکرہ حاجی خلیفہ فی کشف الظنون برقم ۲۳۱۶)

۱۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ص ۵۵۵ ۲۔ فوات الوفیات ج ۲ ص ۹۱۔

۱۸۔ المغرب فی حلی المغرب (طبع بتحقیق الدکتور شوقی ضیف دار المعارف قاہرہ)

۱۹۔ المقتطف من ازاہر الطرف (مخطوطہ بمکتبۃ سوہاج برقم ۳۳۰ ادب)

۲۰۔ المہاد فی اوضاع البلاد (ذکرہ ابن رشید فی رحلتہ ورقۃ ۱۰)

۲۱۔ نتائج القرائح فی مختار المراثی والمدائح (ذکرہ حاجی خلیفہ فی کشف الظنون برقم ۱۳۵۵۸)

۲۲۔ نشوۃ الطرب فی تاریخ جاہلیۃ العرب۔

۲۳۔ النفحۃ المسکیۃ فی الرحلۃ المکیۃ (ذکرہ المقری فی النفح ج ۳ صہ ۴۰)

۲۴۔ وشی الحلل فی معرفۃ الملل والدول۔

ان چوبیس کتابوں کے علاوہ آٹھ کتابوں کا بھی ذکر ملتا ہے جو دو فقروں والی ہیں۔

۱۔ جنی النحل۔ ۲۔ حلی الرسائل۔ ۳۔ ریحانۃ الادب۔ ۴۔ الغرامیات۔ ۵۔ غنج المحاضرہ۔ ۶۔ اللمعۃ العرقیۃ ۷۔ ملون الشعر۔ ۸۔ ملون الکلام

اس کے بعد سات ایسی کتابوں کا ذکر ملتا ہے جو ایک فقرے والی ہیں۔

۱۔ القدح المحلی۔ ۲۔ ملون الشعر۔ ۳۔ ملون الکلام۔ ۴۔ الغرامیات۔ ۵۔ جنی النحل۔ ۶۔ غنج المحاضرۃ۔ ۷۔ اللمعۃ البرقیہ

مندرجہ بالا مذکورہ علماء کے بیانات کے مطابق ابن سعید کی کل تینتیس تصانیف سامنے آتی ہیں اور ان کی تصانیف میں سرفہرست "المغرب فی حلی المغرب" اور "المشرق فی حلی المشرق" ہیں۔

بقیہ افکار و تاثرات از صہ

پاک سرزمین کا نظام قوتِ اخوتِ عوام کو اس طرح پڑھا جائے

پاک سرزمین کا نظام قوتِ اخوتِ اسلام تو شاید مناسب ہوگا۔

محمد رمضان ثاقب۔ خطیب جامع مسجد سنہری ڈیرہ اسمٰعیل خان

ردی اخبارات اور کاغذات کی بے حرمتی ملک میں یہ عام رواج ہوگیا ہے کہ ردی اخبار جن میں اکثر قرآنی آیات درج ہوتی ہیں یا احادیث مطبوع ہوتی ہیں۔ یا خدا اور رسولؐ کے بابرکت اسمائے گرامی چھپے ہوتے ہیں بازار میں دکانداروں کے ہاتھ فروخت ہوجاتے ہیں اور وہ حضرات ان میں اپنا سودا لپیٹ کر فروخت کرتے ہیں۔ گاہک گھر جاکر ردی کاغذ تصور کرکے زمین پر پھینک دیتا ہے۔ اس طرح وہ آیات مبارکہ اسمائے مقدسہ کوچہ و بازار میں پامال ہوتے رہتے ہیں اور بعض اوقات یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ پارہ پارہ اوراق بول و براز سے آلودہ بھی ہوتے ہیں۔ آپ کوشش فرمائیں اگر حکومت کی طرف سے کوئی ایسا قانون بن جائے کہ پرانی ردی اردو اخبارات کی عام فروخت پر پابندی عائد ہوجائے اس شکل میں کہ تمام پرانے اخبارات بجائے سودا لپیٹنے کے مکمل طور پر جمع کرکے کسی کاغذ بنانے والی فیکٹری میں پہنچا دئے جائیں۔ حکومت اور عوام ہر سطح پر اس کا انسداد کرے۔

محمد عباس خان خٹک۔ اکوڑہ خٹک

ڈاکٹر عبادالرحمن نشاط استاذ شعبۂ انگریزی
ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ

قسط ۲

سرزمین امریکہ میں

اسلام کے علمبردار

شکاگو سے تقریباً ستر میل دور "ڈی کیلب" نامی ایک مقام ہے جو ایک مشہور یونیورسٹی NORTHERN ILLINAIS UNIVERSITY کی نسبت سے خاصا معروف ہے۔ یونیورسٹی خاصی بڑی ہے۔ میں نے اپنی آخری ڈگری اسی یونیورسٹی سے حاصل کی۔ اور اس وجہ سے وہاں برسوں قیام رہا۔ ڈی کیلب کھلے میدانوں اور فارموں کے درمیان بسا ہوا چھوٹا سا ایک خوب صورت شہر ہے۔ ۴۰، ۴۵ ہزار کی اس آبادی میں تقریباً تیس ہزار افراد یونیورسٹی سے متعلق ہیں۔ اور باقی ۱۰-۱۵ ہزار مقامی افراد ہیں۔ چونکہ ڈی کیلب کی آبادی کا بڑا حصہ یونیورسٹی کی وجہ سے نوجوان طالب علموں کا تھا اس لئے اس شہر کا ماحول اسی آزادانہ طرز زندگی اور بے باکانہ بے راہ روی کا حامل تھا جو امریکی نوجوان طبقے کی خصوصیت ہے لیکن اس آزادانہ ماحول میں جہاں مادیت اور دنیاوی لذات کا ہوش ربا جال، طلسمی رعنائی اور دلفریب خودسپردگی انسان کو بے خود اور مسحور کئے دیتی تھی وہاں اسی ماحول کے قلب میں اسلام کے ایسے وفادار جگر گوشے بھی تعلیم حاصل کر رہے تھے جن کے دل اسلام کی محبت سے معمور اور جن کی آنکھیں یقین محکم سے روشن تھیں۔ ان مسلمان لڑکے اور لڑکیوں نے جو مختلف ممالک سے تعلق رکھتے تھے اپنے آپ کو متحد کرنے کے لئے ایک اسلامی سوسائٹی ISLAMIC SOCIETY OF NORTHRN ILLINAIS UNIVERSITY کی بنیاد ڈالی تھی اور ایک چھوٹی سی عمارت کرائے پر لے کر اپنے مرکز کے طور پر ایک مسلم ہاؤس قائم کر لیا تھا۔ اس کے ہال میں نماز کا انتظام تھا۔ دائیں جانب شلف پر دینی کتابیں سجی تھیں اور دوسرے گوشے میں ایک بڑا فریزر (FREEZER) ہوتا جس میں ذبیحہ گوشت رکھنے کا انتظام تھا تاکہ وہاں کے مسلمان غیر ذبیحہ گوشت سے پرہیز کر سکیں اس مسلم ہاؤس کی فضا بھی عجیب پُرنور تھی۔ وہاں پانچوں وقت اذان پکاری جاتی اور باجماعت نماز ہوتی۔ جو لڑکے کلاس سے فارغ ہوتے، جماعت سے نماز ادا کرنے کے لئے شوق سے مسلم ہاؤس آتے۔ دن میں کلاس کی وجہ سے سب لڑکے جماعت میں شریک نہ ہو پاتے۔ لیکن مغرب اور عشاء میں بڑی بہار ہوتی۔ خصوصاً عشاء کی نماز میں

۲۰، ۲۵ لڑکے جمع ہو جاتے جو امریکہ کی مشغول زندگی کے پیش نظر ایک اچھی خاصی تعداد ہے۔ اذان دینے میں لوگ ذوق شوق سے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ ملیشیا کے بعض لڑکے جب خوش الحانی سے اذان دیتے تو سننے والوں کے دلوں میں گداز پیدا ہو جاتا۔ نماز کے بعد ایک دو حدیث پڑھی جاتیں اور پھر دعا ہوتی۔ جمعہ کے روز (چونکہ سنیچر اور اتوار فرصت کے دن ہوتے تھے) مسلم ہاؤس کی رونق اور بڑھ جاتی۔ عشاء کی نماز کے بعد اکثر مسلم ہاؤس میں رہنے والے لڑکے نمازیوں کے سامنے پھل اور چائے رکھ دیتے۔ کبھی کبھی مسلمان لڑکیاں جو اسلامی سوسائٹی اور مسلم ہاؤس سے وابستہ تھیں اور ایک علیحدہ مکان میں رہتی تھیں اپنے نمازی بھائیوں کے لئے خشک ناشتہ بنا کر بھیجتیں۔ لڑکے ٹولیوں میں بیٹھ جاتے اور اس سے شغل کرتے۔ ان میں آٹھ دس لڑکے ایسے تھے جو جلد چائے سے فراغت پا کر ہال کے ایک گوشہ میں حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے اور ہر ہفتہ ایک حدیث عربی متن اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ یاد کرتے اور پہلے یاد کی ہوئی احادیث ایک دوسرے کو سناتے۔ ان کا عزم چالیس احادیث کے یاد کرنے کا تھا تاکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان وعدوں کے مستحق ہو سکیں جو چالیس احادیث کی حفاظت پر ہیں۔

رمضان المبارک میں مسلم ہاؤس کی یہ محفل بہت نکھرتی ہے لوگ مسلم ہاؤس زیادہ آتے اور وہاں زیادہ وقت گزارتے۔ نماز و تلاوت کا زیادہ اہتمام کرتے اور ایک دوسرے سے زیادہ قربت محسوس کرتے۔ عمومی دعوت کا سلسلہ تقریباً پورے مہینہ چلتا۔ کبھی ایک شخص تنہا اور کبھی اپنے کسی دوسرے ساتھی کے ساتھ مل کر مسلم ہاؤس آنے والے سارے مسلمانوں کی دعوت کرتا۔ دعوت کا کھانا لڑکے مل جل کر مسلم ہاؤس میں پکاتے۔ پھر سب نشاط و بشاشت کے ماحول میں افطار کرتے۔ نماز مغرب ادا کرتے، کھانا کھاتے اور عشاء و تراویح کی تیاریوں میں لگ جاتے۔

جمعہ کی نماز میں چونکہ زیادہ لوگ ہوتے اس لئے اس کا انتظام ایک مقامی چرچ کے ہال میں کیا جاتا۔ چرچ کا مرکزی ہال لوگ دو گھنٹے کے لئے کرایہ پر لیتے۔ وقت ہونے پر اذان دی جاتی۔ پھر خطبہ ہوتا اور نماز ادا کی جاتی۔ اور دیکھنے والی نگاہیں یہ نظارہ دیکھتیں کہ جو گھر خالصتاً کفر کے نام پر تعمیر کیا گیا اس کے اندر اللہ کے یہ بندے خدائے واحد کی ربوبیت کی آواز بلند کر رہے ہیں اور اس کے در و دیوار کو اپنے رکوع و سجود سے منور کر رہے ہیں
سنیچر کے دن لڑکے گروپوں میں بٹ کر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ اسلام کا مطالعہ کرتے۔

اتوار کی صبح کو مسلم ہاؤس کا ہال ڈی کیلب کے مسلم بچے اور بچیوں کے لئے خالی کر دیا جاتا صبح ساڑھے سات بجے چند مسلمان لڑکے اپنی گاڑیاں لے کر نکل جاتے۔ اور مختلف مسلم خاندانوں سے بچوں کو لا کر مسلم ہاؤس پہنچا دیتے وہاں تقریباً ۸ بجے سے مسلمان لڑکیاں پڑھانے کی ذمہ داری سنبھال لیتیں۔ بچوں اور بچیوں کو تعلیمی ضرورت

عمر اور زبان کے لحاظ سے مختلف گروپ میں تقسیم کر دیا جاتا اور اس طرح وہاں ایک دینی مدرسہ قائم ہو جاتا۔ پڑھانے والی لڑکیاں محبت اور اخلاص سے پڑھاتیں بچے شوق اور دلچسپی سے پڑھتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ اسلام سے اپنے رشتے کا احساس اور اس پر افتخار کا جذبہ جوان بچوں کو ان کے والدین کبھی غایت مشغولیت کی وجہ سے اور کبھی امریکی تہذیب سے مرعوبیت کے باعث نہ دے پاتے یہ کو ایوٹ لڑکیاں انہیں عطا کرتیں۔

ڈی کیلب میں اس مسلم ہاؤس کی حیثیت بس کچھ ایسی تھی جیسے کفر و مادیت کی گھری تاریکی میں ایک روشن مینارہ سر بلند کئے سکون و سلامتی کی دعوت دے رہا ہو۔ ایک دن جب شاید عشاء کی نماز ہو چکی تھی ایک غیر مسلم، مسلم ہاؤس آیا۔ اور دیر تک وہاں موجود مسلمان لڑکوں سے اسلام پر گفتگو کرتا رہا۔ جاتے وقت اس نے کہا:۔

"میرے بعض مسلمان دوستوں نے جو تمہیں پسند نہیں کرتے، مجھ سے تم لوگوں کا تذکرہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ تم لوگ بہت قدامت پسند ہو۔ کھانے پینے، پہننے، اوڑھنے، ملنے جلنے اور تفریحات میں مذہبی بندشوں کے قائل ہو۔ اور اپنے ان ہم وطن مسلمانوں سے بھی زیادہ میل جول نہیں رکھتے۔ جو آزادی پسند ہیں۔ ملنے سے پہلے میرے ذہن میں تمہارا ایک منفی نقشہ تھا۔ لیکن اب میں تمہارے لئے اپنے دل میں محبت و احترام کا جذبہ محسوس کرتا ہوں۔

تم لوگ بہت خوش نصیب ہو کہ تمہارا ایک مذہب ہے جس سے تم پوری طرح مطمئن ہو۔ میں عیسائی تھا لیکن اب میں اپنے مذہب میں یقین کھو چکا ہوں۔ میں نے چند دن پہلے فلسفہ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری لی ہے لیکن مجھے وہاں بھی سہارا نہیں ملا"۔ وہ تھوڑی دیر خاموش رہا، پھر بولا۔ "مجھے یہاں نماز کے ہال میں بیٹھ کر ایک عجیب و غریب سکون کا احساس ہوتا ہے"

ڈی کیلب کا نام آتا ہے تو ذہن کے گوشوں میں ایک ایسی باوقار مسلمان لڑکی کی تصویر ابھرتی ہے جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا لیکن پھر بھی جس کا خیال میرے دل میں فخر و تعظیم کے جذبات جگاتا ہے۔ ایک دن میرے ایک عرب اور ایک مصری دوست ایک نومسلم امریکی طالب علم سے ملنے اس کے ہوسٹل گئے۔ وہاں اس کا ایک امریکی دوست بھی بیٹھا ہوا تھا۔ تعارف ہوتے ہی اس نے خوش ہو کر پوچھا "کیا تم مسلمان ہو؟"

اثبات میں جواب پا کر اس نے اسلام میں اپنی دلچسپی ظاہر کی۔ اور بس تھوڑی ہی دیر میں کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ یہ بات میرے دوستوں کے لئے بھی تعجب کی تھی۔ کہ اس شخص نے اپنی زندگی کے بارے میں اتنا اہم اور سنجیدہ فیصلہ اتنی آسانی سے کیسے کر لیا۔ اور انہوں نے اپنے استعجاب کا اظہار اس شخص پر بھی کیا۔ اس شخص کا جواب تھا:۔

"گرچہ اسلام کا نام میں نے سب سے پہلے میل کم اکس (MALCOLM X) کے حوالے سے سنا تھا لیکن اس کی صداقت

کا ناقابلِ تردید ثبوت مجھے ملائشیا کی ایک مسلمان لڑکی کی شخصیت سے ملا۔ وہ لڑکی اسی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہی تھی۔ جب میں نے اسے پہلی بار یونیورسٹی میں دیکھا تو میری توجہ اس کے لباس کی طرف مبذول ہو گئی۔ اس کا لباس امریکی اور دوسری غیر مسلم لڑکیوں کے عام لباس سے بہت مختلف تھا۔ اس نے ایک ڈھیلا ڈھالا لباس پہن رکھا تھا جس سے ہاتھ اور چہرہ کے علاوہ اس کا پورا جسم چھپا ہوا تھا۔ میرے لیے یہ بات تعجب کی تھی اس لیے امریکہ میں نوجوان لڑکیوں کے لیے جسم کو زیادہ سے زیادہ کھلا رکھنا جدید فیشن ہے۔ یہ کون لڑکی تھی جو اس طرح ماحول کے خلاف تنہا کھڑی تھی۔ میرا تجسس بڑھا اور میں نے اس لڑکی کے پاس جا کر اس سے اس کے لباس کے بارے میں سوال کیا۔ اس نے جواب دیا:۔

"میں مسلمان ہوں اور میں نے اسلامی تعلیمات کے مطابق یہ لباس پہن رکھا ہے۔ میرا مذہب عورتوں اور مردوں کو مناسب لباس پہننے کا حکم دیتا ہے۔ میں اس پر عمل کرتی ہوں اس لئے کہ مجھے یقین ہے کہ اسی میں سلامتی ہے۔"

میں نے سوال کیا۔ "کیا تم مسلمانوں میں کوئی مذہبی عہدہ رکھتی ہو، جیسے ہم عیسائیوں میں نن (NUN) ہوتی ہیں؟"

"نہیں" اس لڑکی کا جواب تھا۔ "میں یہ لباس کسی عہدے کی مجبوری کی وجہ سے نہیں پہنتی بلکہ اس لئے پہنتی ہوں کہ مجھے اسلام اور اس کے اصولوں سے محبت ہے۔ میں ایک عام لڑکی ہوں، تعلیم حاصل کرنے کے بعد، میں اپنے وطن واپس جا کر ایک گھریلو زندگی گذارنے کا ارادہ رکھتی ہوں۔ میری آرزو ہے کہ میری ساری زندگی اسلام کے اصولوں کو اپنا راہ نما بناؤں اور اس دنیا سے جاتے وقت آئندہ نسل کو ان اصولوں میں یقین کی دولت قولاً اور عملاً سونپ جاؤں۔"

میری نگاہوں میں تحسین کے جذبات دیکھ کر اس لڑکی نے اپنی کتابوں کا بیگ کھولا اور اسلام پر ایک تعارفی کتابچہ نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا "جیسے تمہیں یہ بات پسند آئی۔ تمہیں اسلام کے دوسرے اصول بھی پسند آئیں گے۔ خدا تمہارا مددگار ہو۔"

اس امریکن نوجوان نے میرے دوستوں سے کہا۔

"اس مسلمان لڑکی نے میرے دل پر احترام کے بہت گہرے نقوش چھوڑے میں نے محسوس کیا کہ جس مذہب نے ایک کمزور سی لڑکی کو جو اپنے ماحول سے ہزاروں میل دور غیروں کے درمیان تھی یہ جرأت اور یقین عطا کیا وہ یقیناً ایک سچا مذہب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام قبول کرنے کے لئے میں نے تم سے کوئی ثبوت طلب نہیں کیا۔ تم سے سوالات

نہیں کئے۔ بحث نہیں کی۔"

سردیوں کی ایک شام کو ڈی کیلب میں یونیورسٹی کے ایک کشادہ اور خوبصورت ہال میں لوگ جمع تھے۔ یونیورسٹی کی اسلامی سوسائٹی نے مسلم اور غیر مسلم سامعین کے لئے اسلام پر لیکچر کا انتظام کیا اور اس مقصد کے لئے باہر سے دو مقرروں کو مدعو کیا تھا۔ تقریر کے بعد سوال وجواب کے وقفے میں ایک مسلمان طالب علم جو پولٹیکل سائنس میں پی ایچ ڈی کر رہا تھا اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے سوال پوچھنے کے لئے وقت لیا۔ اس کا سوال اسلامی معاشرے میں عورت کے مقام سے متعلق تھا۔ وہ سیکولر نظام کے مساویانہ سلوک کا قائل تھا اور اسلامی نظام میں اس کمی کا شاکی۔ "ہمیں تسلیم کرنا ہوگا کہ اسلامی معاشرے میں عورت کو دوسرے درجے کے شہری سے زیادہ کی حیثیت حاصل نہیں۔" مقرر نے اس کا معقول و مدلل جواب دیا۔

اگر عورت کو اسلام میں دوسرے درجے کا شہری کہا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام میں پہلے درجے کا حامل کون ہے؟ کیا مرد؟ حقائق اس سے انکار کرتے ہیں۔ اسلام یہ تسلیم کرتا ہے کہ مرد و عورت کی فطرت میں چند بنیادی فرق ہیں۔ اس لئے بعض مخصوص باتوں میں وہ دونوں فریقوں پر جدا جدا ایسی ذمہ داری ڈالتا ہے جو ان کے طبعی و فطری مزاج سے میل کھاتی ہو۔ اس کے علاوہ مرد و عورت اسلام کی نگاہ میں برابر ہیں۔ اگر عورت کو اپنے جسم کو مناسب طریقے سے چھپانے کا حکم ہے تو یہ حکم مردوں کے لئے بھی ہے۔ اگر عورتوں کے لئے غیر محرم مردوں سے اختلاط منع ہے تو مردوں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ اگر مرد اپنی پسند سے شادی کر سکتا ہے تو عورت بھی ایسا کر سکتی ہے اگر مرد اپنی شریک حیات سے کسی مجبوری و ناپسندیدگی کے باعث علیحدگی اختیار کر سکتا ہے تو عورت کو بھی یہ حق حاصل ہے۔ اگر مرد اپنے مال کا مالک ہے تو عورت بھی اپنے مال پر مکمل حق تصرف رکھتی ہے۔ اگر مرد نیکی اور اخلاص کے باعث اللہ تعالیٰ سے بہت قریب جا سکتا ہے تو عورت کے لئے بھی کوئی حد مقرر نہیں۔"....

مقرر کی بات اگر پوری نہیں ہوئی تھی، ادھر سوال پوچھنے والا بھی اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ اس کا سوال ابھی باقی تھا، شاید وہ اپنا سوال کسی دوسرے پہلو سے اٹھانا چاہتا تھا۔ لیکن میری توجہ ملیشیا کی ایک طالب علم لڑکی کی طرف مبذول ہو گئی جو سوال کرنے کی اجازت کے لئے اپنا ہاتھ اٹھائے ہوئے تھی۔ اور بہت بے چینی سے پہلو بدل رہی تھی۔

مقرر کا جواب ختم ہوتے ہی میں نے موڈریٹر (MODERATOR) کی حیثیت سے اجازت دی وہ اپنی جگہ کھڑی پر کھڑی ہوئی، ایک نگاہ سوال پوچھنے والے پر ڈالی اور پھر سامعین سے یوں مخاطب ہوئی:-

"میں نے یہ وقت سوال پوچھنے کے لئے نہیں اس سوال کا جواب دینے کے لئے لیا ہے۔ جو اسلام میں عورت کے مقام کے سلسلے میں پوچھا گیا ہے۔ میں ایک لڑکی ہوں، اور مغربی تہذیب نے عورت کے دامن میں پھول کے نام پر جو کانٹے ڈالے ہیں ان کی چبھن سے مردوں سے زیادہ واقف ہوں۔ آپ آج مجھے اسلامی لباس میں دیکھ رہے ہیں لیکن آپ کو یہ بات معلوم نہیں ہوگی کہ چند سال قبل میں مکمل طور پر مغربی تہذیب کے مطابق زندگی گذار رہی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ میں تنہا اپنے ملک سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے امریکہ آئی تھی۔ ان دنوں مجھے اصرار تھا کہ میں وہ سب کچھ کر سکتی ہوں جو ایک مرد کر سکتا ہے۔ چناں چہ میں ہر معاملہ میں مرد کی ہمسری کا جذبہ دل میں چھپائے اس طرح زندگی گذار رہی تھی۔ کہ جیسے وہ سب کچھ کر سکتی ہے جو مرد کر سکتے ہیں۔ عورت کے لئے کامیابی کی میزان ہو۔ میں ایک عورت تھی لیکن مغربی تہذیب کے زیر اثر میں ایک مرد کی طرح زندگی گذارنے میں اپنا رول ادا کرنا چاہتی تھی۔ میں جو تھی وہ نہیں رہنا چاہتی تھی جو نہیں تھی وہ بن جانے کے لئے ساری کوششیں صرف کرتی تھی۔ نتیجتہً میری زندگی میں ایک زبردست انتشار تھا۔ امریکہ آکر میں اپنی چند مسلمان بہنوں کی کوشش سے اسلام کے قریب ہوئی تو میں نے محسوس کیا کہ اسلام سے دور رہ کر میں نے اپنے اوپر کتنا عظیم ظلم کیا۔ اسلام نے عورت کی حیثیت سے میرے مقام کو تسلیم کیا اور میرے لئے ایک متوازن خوشگوار، باعزت اور با مقصد طرز حیات کی نشان دہی کی۔ آج میری زندگی سکون و اطمینان سے بھرپور ہے۔ میں نے حال ہی میں اپنے ایک ہم وطن مسلم نوجوان سے شادی کرلی ہے۔ میں اپنے گھر کے لئے ذمہ دار ہوں۔ اپنی تعلیم کو اچھے طریقے سے پورا کر رہی ہوں۔ اپنی مسلمان بہنوں کے ساتھ دینی پروگرام میں حصہ لیتی ہوں اور ہفتہ میں ایک بار اس شہر کے مسلم بچوں اور بچیوں کو دینی تعلیم دیتی ہوں۔ آج میرے سامنے ایک مقصد ہے۔ اب میں ایک باوقار مسلمان عورت ہوں اور مغربی عورت کی طرح کسی احساس کمتری کا شکار نہیں۔"

اس مقام پر لڑکی کی آواز بھرا گئی اور اس نے جذبات سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا
"اگر کسی شخص کو یہ شکایت ہے کہ اسلام نے عورت کے ساتھ انصاف نہیں کیا تو